سادہ زندگی، اونچی سوچ

مولانا وحید الدین خاں کے قلم سے

اعلیٰ انسان وہ ہے، جو ظاہری چیزوں سے اوپر اٹھ کر معنوں اور حقیقتوں کی دنیا میں اپنے لیے دلچسپی کا سامان پالے۔ ایسا انسان عین اپنے مزاج کے مطابق سادگی پسند انسان بن جاتا ہے۔ اس کا نظریہ یہ ہو جاتا ہے — سادہ زندگی گزارو، البتہ اپنی سوچ کو اونچا رکھو۔ جو آدمی معنوی حقیقتوں کا ذوق آشنا ہو جائے، اس کے لیے ظاہری اور مادی چیزوں میں کوئی لذت باقی نہیں رہتی۔ ایسے آدمی کو سادگی میں لذت ملنے لگتی ہے۔ بناوٹی تکلفات اس کی نظر میں اپنی کشش کھو دیتے ہیں۔ اس کی روح کو فطری چیزوں میں سکون ملتا ہے۔ غیر فطری اور مصنوعی رونقیں اس کو ایسی محسوس ہونے لگتی ہیں جیسے کہ وہ اس کی اندرونی دنیا کو بکھیر رہی ہیں، جیسے کہ وہ اس کے روحانی سفر میں ایک رکاوٹ ڈال رہی ہیں۔

سادگی سچے انسان کی طاقت ہے۔ وہ اس کی مددگار ہے۔ سادگی کا طریقہ اختیار کر کے سچا انسان اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے وقت کو غیر متعلق چیزوں میں ضائع نہ کرے۔ وہ اپنی توجہ کو غیر ضروری چیزوں میں الجھانے سے بچائے۔ اور اس طرح اپنے آپ کو کامل طور پر صرف اپنے مقصدِ اعلیٰ کے حصول میں لگا سکے۔ سادگی سچے انسان کی غذا ہے۔ سادگی اس کی تواضع کے لیے ایک لباس بن جاتی ہے۔ سادگی کے ماحول میں اس کی شخصیت زیادہ بہتر طور پر پرورش پاتی ہے۔ سچا انسان اگر اپنے آپ کو مصنوعی رونقوں میں پائے تو اس کو ایسا محسوس ہوگا جیسے اس کو کسی قید خانہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ سچا انسان آخری حد تک اپنے آپ کو متواضع انسان سمجھتا ہے۔ اور جو انسان تواضع کے احساس میں جی رہا ہو اس کا مزاج لازمی طور پر سادگی کا مزاج ہوتا ہے۔ غیر سادگی کا انداز اس کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا اس لیے وہ اس کو اختیار بھی نہیں کر سکتا۔

کھونا، پانا: دنیا میں آدمی کبھی کھوتا ہے اور کبھی پاتا ہے۔ یہ دونوں تجربے ایسے ہیں جو ہر آدمی کو اور ہمیشہ پیش آتے ہیں۔ کوئی بھی اس سے بچا ہوا نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان تجربات کو آدمی کو کس طرح لینا چاہیے۔ اصل میں دونوں ہی تجربے لرننگ کے تجربے ہیں۔ یہاں پانا بذاتِ خود کامیابی نہیں۔ اسی طرح کھونے کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی آخری طور پر ناکام ہو گیا۔ کھونے یا پانے کے معاملہ میں اصل اہمیت خود کھونے یا پانے کی نہیں ہے۔ اصل اہمیت کی بات یہ ہے کہ آدمی پر جب یہ تجربات گزرے تو اس کے بعد اس نے کس قسم کا ردعمل پیش کیا۔ جب آدمی پر کھونے کا تجربہ گزرے تو اس کو ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اپنے کو محروم اور ناکام سمجھ کر حوصلہ کھو بیٹھے یا فریاد و شکایت میں مشغول ہو جائے۔ اس کے بجائے آدمی کو چاہیے کو وہ حوصلہ مندی کا ثبوت دے۔ وہ اس کو برداشت کرتے ہوئے اپنے ذہنی اعتدال کو برقرار رکھے۔

اسی طرح جب آدمی کو پانے کا تجربہ ہو تو اس کو ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ وہ فخر وناز کی نفسیات میں مبتلا ہو جائے۔ وہ اپنے آپ کو اونچا سمجھنے لگے۔ اس کے برعکس اس کو ایسا کرنا چاہیے کہ کامیابی اس کی تواضع میں اضافہ کرے۔ خدا اور انسانیت کی نسبت سے اس کے اوپر جو فرائض (duties) آتے ہیں ان کو وہ اور زیادہ اہتمام کے ساتھ ادا کرنے لگے۔ اس دنیا میں کھونا بھی لرننگ کے لیے ہے اور پانا بھی لرننگ ہے۔ نہ کھونے والا آخری طور پر ناکام ہے، اور نہ پانے والا آخری طور پر کامیاب ہے۔ کامیابی اور ناکامی کا اصل معیار یہ ہے کہ ان تجربات کے بعد آدمی کیسا ثابت ہوتا ہے۔ کامیاب وہ ہے جو کھونے اور پانے کے تجربات کے باوجود اعتدال پر رہے۔ دونوں میں سے کوئی تجربہ اس کو اعتدال کی راہ سے ہٹانے والا ثابت نہ ہو۔ ایسے ہی لوگ اعلیٰ اور سچے انسان ہیں، یہی لوگ کامیاب لوگ ہیں۔ کوئی بھی چیز ان کی کامیابی میں خلل ڈالنے والی نہیں۔

مولانا وحید الدین خاں — معروف مفکر، اسلامک اسکالر (چیئرمین اسلامی مرکز، مدیر ماہنامہ الرسالہ نظام الدین، نئی دہلی)